## سوال

(124) تراویح اور تہجد میں کیا فرق ہے؟

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سلاؤ سے چوہدری عبدالرشید لکھتے ہیں ''قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ وضاحت فرمائیں کہ کیا ایک رات میں تراویح اور وتر کے بعد تہجد بھی پڑھی جا سکتی ہے؟ اور کیا تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں؟ تراویح سونے سے پہلے پڑھی جاتی ہے اور تہجد سو کر اٹھنے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ بعض لوگ تراویح وتر سمیت پڑھنے کے بعد تہجد پڑھنے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔''

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

دراصل تراویح اور تہجد رات کی نماز کے دو نام ہیں۔ رات کو سو کر اٹھنے کے بعد جو نفلی عبادت کی جاتی ہے اسے قیام اللیل اور تہجد کہا گیا ہے اور اگر یہی نماز رمضان میں سونے سے پہلے پڑھ لی جائے تو اسے قیام رمضان یا تراویح سے تعبیر کیا گیا۔ عام طور پر قیام اللیل کو تہجد اور قیام رمضان کو تراویح کہا گیا ہے قرآن حکیم کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر نماز تہجد ضروری قرار دی گئی۔ فرمایا:

وَمِنَ الَّيلِ فَتَهَجَّد بِهِ نافِلَةً لَكَ ... ٧٩ ... سورة الاسراء

''اور رات کے کچھ حصے میں آپ قرآن کے ساتھ جاگیں۔ یہ اجر میں آپ کے لئے زیادہ ہوگا۔''

مختلف احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ نماز تہجد ہی کو رمضان المبارک میں نماز تراویح کہا گیا۔

چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں:

قال صمنا رسول اللہ ﷺ فلم یصل بنا حتی بقی سبع من الشهر فقام بنا حتی ذهب ثلث اللیل ثم لم یقم بنا فی الثالثة وقام بنا فی الخامسة حتی ذهب شطر اللیل فقلنا یا رسول اللہ لو نفلتنا بقیة لیلتنا هذه؟ فقال انه من قام مع الامام حتی ینصرف کتب له قیام لیلة ثم لم یقم بنا حتی بقی ثلاث من الشهر فصلی بنا فی الثالثة ودعا اهله ونسا فقام بنا حتی تخوفنا الفلاح فقلت له ما الفلاح قال السحور۔ (سنن ترمذي ج ١ رقم الحديث ٦٤٦)

''حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھے۔ آپ نے ہمارے ساتھ پورا مہینہ جماعت کے ساتھ کوئی نماز نہ پڑھائی۔ یہاں تک کہ

سات دن باقی رہ گئے تو پھر ایک رات آپ نے ہمارے ساتھ تہائی رات قیام فرمایا۔ اس کے بعد پھر آپ نے پچسویں رات کو آدھی رات تک قیام کیا۔ ہم نے عرض کیا اللہ کے رسول اگر آپ باقی رات بھی ہمیں عطا کردیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ آپ نے فرمایا جو امام کے ساتھ عبادت کرنے کے بعد پھر اس کے ساتھ واپس چلا جاتا ہے اس کی ساری رات کی عبادت لکھی جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ستائیسویں کو ہمارے ساتھ نماز پڑھی اور اپنے اہل و عیال کو بھی ساتھ بلایا اور اتنی دیر تک ہمارے ساتھ رات کا قیام کیا کہ ہمیں یہ خوف لاحق ہوگیا کہ ہماری سحری فوت نہ ہوجائے۔''

اب اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے ساری رات قیام کیا۔ یہاں تک کہ سحری کا وقت قریب آگیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر تہجد کی نماز آپ نے کس وقت پڑھی۔ کیونکہ رات ساری تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ تراویح کی نماز پڑھتے ہوئے گزاری۔ ایک دوسری روایت یہ بھی ہے کہ ظاہر ہے کہ رمضان المبارک میں وہی نماز تہجد جو حضور ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ اس سے تو بالکل واضح ہوگیا کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے۔ بس رمضان المبارک میں اس نماز کو تراویح کہا گیا۔

اور پھر رمضان المبارک میں تراویح وتر سمیت ادا کرنے کے بعد پھر تہجد پڑھنے کی کوئی تک نہیں۔ کیونکہ وتر رات کی نماز میں آخری ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ایکم خاف ان لایقوم من آخراللیل فلیوتر ثم لیرقد و من وثق بقیام من آخر اللیل فلیوتر من آخرہ فان قراۃ آخر اللیل محضورۃ و ذالک افضل۔ (مسلم مترجم ج ا کتاب الصلوۃ المسافرین باب صلوۃ اللیل و عدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل و ان الوتر رکعۃ و ان الرکعۃ صلاۃ صحیحۃ ص ۲۵۳)

''آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جسے یہ ڈر ہو کہ وہ وتر کے لئے رات آخری حصے میں نہیں اٹھ سکے گا تو وہ وتر پڑھ کر سوئے۔ اور جسے یقین ہو کہ وہ آخر رات میں اٹھے گا وہ آخری حصے میں وتر پڑھے اس لئے کہ اس وقت رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہی افضل ہے۔''

اس لئے جو لوگ رمضان کے علاوہ تہجد پڑھتے ہوں انہیں بھی وتر آخر میں ہی پڑھنا چاہیئے بہر حال یہ نماز تہجد ہی ہے جسے رمضان المبارک میں حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے زیادہ اہتمام و شوق سے ادا کیا اور یہی نماز تراویح ہے۔ جہاں تک تراویح کے بعد پھر تہجد پڑھنے کا مسئلہ ہے اس کا بظاہر کوئی ثبوت یا دلیل نہیں ہاں جو لوگ مزید نوافل ادا کرنے چاہتے ہوں تو ان پر کوئی پابندی ہے اور نہ ہی ان نوافل کی کوئی تعداد مقرر ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کو بھی چاہیئے کہ اگر وہ رات کے آخری حصے میں مزید نفل پڑھنا چاہتے ہوں تو پھر وتر موخر کردیا کریں اور نماز تراویح کے ساتھ وتر نہ پڑھیں بلکہ مزید نوافل ختم کرنے کے بعد وتر پڑھیں یہی افضل ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

# ص293

محدث فتویٰ